نذورات درگاہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی تقسیم کا

فیصلہ

جو ۲۰؍ دسمبر ۱۹۳۷ء کو

ججان پریوی کانسل لارڈ تھنکرٹن۔ سر جارج رنکن۔ سر شادی لال

نے صادر کیا۔

ناشر

سیٹھ نور محمد درگاہ بازار اجمیر

عہدہ تولیت درگاہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر

ایک تاریخی

فیصلہ

جو پریوی کانسل نے ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۴۶ء کو سنایا

جس میں (یعنی متولی موروثی نہیں ہے)

فاضل ججان پریوی کانسل نے طے کیا ہے کہ عہدہ تولیت کسی خاندان یا فرد کیلئے موروثی نہیں ہے اور اسکے تقرر کا حق درگاہ کمیٹی کو حاصل ہے

مع تعارف

مولوی محمد خلیل خاں غوری ایم۔ایس۔سی۔ایل۔ایل۔بی ایڈوکیٹ کونسل درگاہ کمیٹی اجمیر و سینیر وائس چیرمین میونسپل کمیٹی اجمیر

شائع ہوگیا ہے

جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے قیمت انگریزی اور اردو فی کاپی ۶/

ملنے کا پتہ:۔ حافظ غلام محمد یونانی دواخانہ درگاہ بازار اجمیر شریف

فیصلہ

اس مقدمہ میں متنازعہ فیہ ان نذورات کی تقسیم ہے جو اجمیر میں خواجہ عین الدین چشتی" کے مزار پر زائرین پیش کرتے ہیں۔

مزار مذکور درگاہ خواجہ صاحب اجمیر کے نام سے موسوم مسلمانوں کی ایک زبردست یارت گاہ ہے اور زائرین جو نذورات درگاہ میں پیش کرتے ہیں انکے متعلق اکثر جادہ نشین (جسکو دیوان صاحب بھی کہتے ہیں) اور خدام کے مابین تنازعہ رہتا ے سجادہ نشین خواجہ صاحبؒ کی اولاد ہیں اور خدام خواجہ صاحب کے ابتدائی یدوں کی اولاد سے ہیں۔

ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء میں موجودہ سجادہ نشین کے پیشرو دیوان شرف الدین نے نذورا گاہ شریف میں سجادہ نشین کے حصہ کا دوامی ٹھیکہ بعوض مبلغ پانچسو روپیہ سالانہ ام کو دیدیا تھا تقریباً دس برس تک سجادہ نشین اور خدام کے درمیان تقسیم ورات کے متعلق کوئی تنازعہ نہ ہوا سنہ ۱۹۲۲ء میں دیوان شرف الدین کا انتقال گیا اور ان کے جانشین دیوان سید آل رسول علیخاں مقرر ہوئے جنہوں نے ں ٹھیکہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جو نذورات میں سجادہ نشین کے حصہ کے متعلق کے پیشرو خدام کے حق میں لکھ گئے تھے انکے انکار سے قدیم تنازعہ زندہ ہوگیا ر موجودہ مقدمہ بازی کی نوبت آئی۔

جھگڑا در اصل سجادہ نشین اور خادموں کے درمیان ہے لیکن درگاہ کمیٹی بھی
نذورات میں حصہ دار ہے اس کمیٹی میں وہ لوگ ہیں جو قانون اوقاف مذہبی ...
۱۸۶۳ء کی رو سے درگاہ کی جائداد کے متعلق ٹرسٹی کے فرائض انجام دینے کیلیے
مقرر کئے گئے ہیں ابتدائی عدالت نے ہر فریق مقدمہ کے حقوق کا تصفیہ کیا لیکن ...
کے فیصلہ کے خلاف اپیل میں جو ڈسٹرکٹ کمشنر اجمیر میرواڑہ نے اس عدالت کے فیصلہ
میں بعض امور کے متعلق ترمیم کی جن پر آئندہ بحث کی جائیگی سجادہ نشین اور خدام
دونوں نے عدالت اپیل کے فیصلہ سے ناراض ہو کر ملک معظم کی کاونسل میں اپیل دا...
کی ہے ججان کاونسل ان امور پر غور کرنے کے بعد جو بحث میں انکے سامنے پیش کئے
گئے ہیں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صرف ایک معمولی بات کے علاوہ عدالت ماتحت اپیل
کے فیصلہ پر کوئی اعتراض کامیاب نہیں ہو سکتا۔

امور متنازعہ کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ججان کاونسل مناسب سمجھتے ہیں
ان امور پر نمبروار بحث کی جائے۔

نذورات میں سجادہ نشین کے حصہ کے دوامی ٹھیکہ کی صحت و جواز کے متعلق عدالت
اپیل نے عدالت ابتدائی کے فیصلہ سے اتفاق کیا اور قرار دیا ہے کہ نذورات میں حصہ
حق دیوان کے عہدہ سے وابستہ ہے اور ہر عہدہ دار کو اپنے عہدہ کی مدت تک
حصہ وصول کرنے کا حق ہے اگر کوئی دیوان نذورات میں اپنا حصہ منتقل کر دے تو
پابندی اسکے جانشین پر لازم نہیں ہے اس قرارداد کی تردید میں خادموں کے فاضل

وکیل نے بھی کچھ بحث نہیں کی ہے لہذا یہ امر واضح ہے کہ اس ٹھیکہ نامہ کی بنا پر
دیوان کو نذورات میں اپنا جائز حق طلب کرنے سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ ۲

اب رہا ان نذورات کا جھگڑا جو زائرین پیش کرتے ہیں تو انکے متعلق عدالت
اپیل کے روبرو تمام فریقین نے یہ امر تسلیم کر لیا تھا کہ قبر پوش وغیرہ ایسی اشیاء ہیں
جو درگاہ شریف کے استعمال کیلئے پیش کی جاتی ہیں اور ان چیزوں میں جو درگاہ شریف
میں پیش کی جاتی ہیں امتیاز کرنا چاہئے نذورات جو دوسرے ذیل میں آتی ہیں دیوان
اور خدام کے مابین تقسیم ہو سکتی ہیں لیکن وہ اشیاء جو خاص طور پر درگاہ کے استعمال
کیلئے پیش کی جائیں درگاہ کی ملکیت ہیں لیکن خدام کا دعوی یہ ہے کہ جو چیز درگاہ
کے استعمال کیلئے پیش کی جائے وہ اسی وقت درگاہ کی ملک قرار دیجا سکتی ہے جبکہ
معطی نے اسپر خدام کو تاوان یعنی حفاظت کی اجرت ادا کر دی ہو لیکن اس بیان کی نا...
ہیں کہ اگر کوئی چیز درگاہ کے استعمال کیلئے پیش کی گئی ہو اور معطی نے اس کا تاوان ادا نہ
کیا ہو تو وہ خدام کی ملکیت ہو جاتی ہے کوئی دستاویزی شہادت پیش نہیں کیگئی ہے خدام
نے اپنے دعوے کی تائید میں محض زبانی شہادت پر بھروسہ کیا ہے عدالت اپیل نے بجا
طور پر اس شہادت کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ خدام کا یہ دعوی بالکل
نامعقول اور ناقابل قبول ہے لہذا قبر پوش اور سونے چاندی کے برتن و آلات جو درگاہ
کے استعمال کیلئے پیش کئے جائیں وہ درگاہ شریف کی جانب سے درگاہ کمیٹی کو اپنی تحویل
میں رکھنے چاہئیں کہ ان نذورات میں نہ دیوان کو شرکت کا حق ہے نہ خدام کو۔

اب نذورات میں جو خالص درگاہ شریف کی ملکیت نہیں ہیں دیوان اور خدام کے حقوق کا سوال باقی رہتا ہے دیوان کا دعویٰ یہ ہے کہ جس قدر نذورات درگاہ شریف میں پیش ہوتی ہیں ان سب کا حقدار میں ہوں خدام کا ان میں کوئی حق نہیں ہے، انکا دعویٰ شاہجہاں بادشاہ کے فرمان مورخہ ۱۶۴۰ء پر مبنی ہے لیکن اس فرمان کی اصلیت مشتبہ ہے اور دونوں ماتحت عدالتوں نے بالاتفاق یہ قرار دیا ہے کہ اس فرمان پر عملدرآمد نہیں ہوا اور سابقہ دیوان و خدام کے مابین نذورات کی تقسیم کا جو طریقہ رائج رہا وہ بھی اس فرمان کی تشریحات کے خلاف ہے ججان کا نسل کی رائے یہ ہے کہ اس واقعہ کے متعلق عدالتہائے ماتحت کے متفقہ فیصلہ سے انحراف کی کوئی معقول وجہ نہیں پائی جاتی اسلئے دیوان کا دعویٰ جسکی رو سے خدام کو نذورات میں حصہ پانے سے محروم کرنا مقصود ہے خارج کیا جاتا ہے دیوان نے اپنی اپیل میں صرف یہی ایک بات کہی ہے لہذا انکی اپیل ناکام قرار دیجاتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جو نذورات خاص طور پر درگاہ کے استعمال کیلئے پیش نہیں کی جاتیں وہ عمارت متعلقہ مزار شریف کے مختلف مقامات پر دیجاتی ہیں لیکن تمام قیمتی نذورات اصل عمارت یعنی گنبد شریف کے اندر پیش کی جاتی ہیں جس میں حضرت خواجہ صاحبؒ کا مزار ہے خدام کا کہنا یہ ہے کہ دیوان کو صرف ان نذورات میں حصہ لینے کا حق ہے جو مزار کے پائیں یعنی تختہ پر پیش کی جائیں اور ان نذورات میں جو مزار پر کسی دوسری جگہ پیش کی جائیں دیوان کا کوئی حق نہیں ہے عدالت اپیل نے یہ

قرار دیا ہے کہ اس امتیاز کی تائید میں کوئی شہادت نہیں ہے اور یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ خدام نے اپنے بیان تحریری میں اس امتیاز کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے لہذا اس تنقیح پر عدالت اپیل کے فیصلہ کو بحال رکھا جاتا ہے۔

بعض دیگر کم قیمت نذورات ایسی بھی ہیں جو دستور کے مطابق خالص خدام کی ملکیت سمجھی جاتی ہیں خواہ گنبد شریف کے اندر دیجائیں یا باہر فاضل جوڈیشل کمشنر نے یہ قرار دیا ہے کہ اس قسم میں تانبہ کے سکے، کوڑیاں اور سکوں کے علاوہ چاندی سونے کی وہ اشیاء جن کی قیمت آٹھ آنہ سے کم ہو نیز موٹا جھوٹا گھٹیا سوتی کپڑا داخل ہے، خدام کی بحث یہ ہے کہ دو آنہ اور اس سے کم حیثیت کے سکے خواہ تانبہ کے ہوں یا چاندی نکل یا اور کسی دھات کے خالص ان کا حق ہیں ظاہر ہے کہ خدام کو جو روضہ کے خدمتگار ہیں وہ کم قیمت سکے جو زائرین انہیں ان کی خدمت کے صلہ میں دیتے تھے انہیں اپنے کام میں لینے کی اجازت تھی اور اس کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ سجادہ نشین جس کو ایک اہم اور باوقار حیثیت حاصل ہے وہ ان کم قیمت سکوں میں حصہ طلب کرے جو زائرین خدام کو زائرین کی خدمت کے صلہ میں بطور انعام دیتے ہیں اس باب میں تانبہ اور دوسری دھات کے سکوں میں امتیاز کی بھی کوئی شہادت موجود نہیں ہے درحقیقت یہ بھی مشتبہ ہے کہ عدالت اپیل کے جج کا ارادہ بھی اس قسم کے امتیاز کا تھا یا نہیں۔ ججان کا نسل کا خیال یہ ہے کہ تمام سکے جن کی قیمت دو آنہ سے زیادہ نہ ہو

وہ خواہ تانبہ کے ہوں یا کسی اور دھات کے خدام کا حق ہیں صرف اس حد تک خدام کا اپیل منظور ہے باقی تمام امور کے متعلق عدالت اپیل کا فیصلہ بحال رکھا جاتا ہے۔

ججان کانسل یہ امر بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ درگاہ کمیٹی جس کا فیصلہ زیر اپیل میں ذکر ہے اس کا منصب یہ ہے کہ درگاہ کی جانب سے درگاہ کی ملک و جائداد پر قابض و متصرف رہے اس کو درگاہ کے خلاف کوئی علیحدہ حق نہیں ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ دیوان کا اپیل تو خارج کیا جائے اور خدام کا اپیل صرف اس حد تک منظور کیا جائے جس کا اوپر ذکر ہے اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ خدام کو جو کامیابی ہوئی ہے وہ محض ایک خفیف بات پر ہوئی ہے اور باقی تمام لحاظ سے وہ ہی ناکام رہے ہیں ججان کانسل کی رائے ہے کہ اس جگہ کا خرچہ فریقین بذمہ فریقین رہے۔ چنانچہ ججان کانسل ایسا ہی مشورہ ملک معظم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

ماخوذ از تعمیر ۳ جنوری ۱۹۳۸ء

MUSLIM INDIA

119

NOVEMBER 1992

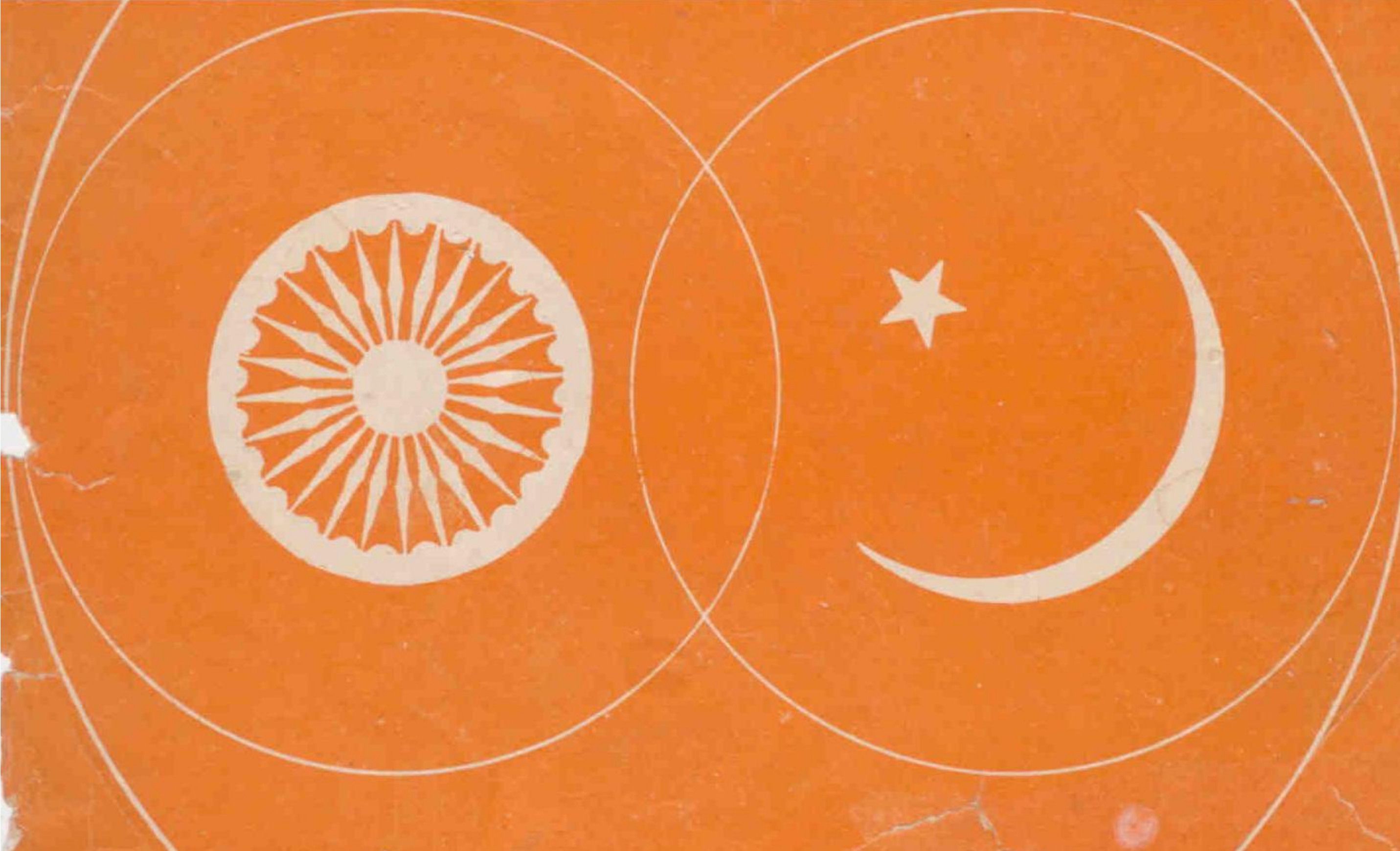

Page 519

MONTHLY JOURNAL OF RESEARCH
DOCUMENTATION AND REFERENC

A Report on Dargah Khwaja Saheb, Ajmer

...After Mecca, the dargah of Khwaja Muinuddin Chisti is considered to be the most sacred site for Muslims. Pilgrims, belonging to all communities, pour into the city in large numbers throughout the year. According to a conservative estimate, the offering at the dargah are to the tune of Rs. 25 crore each year.

The practice has been to give 50 per cent of the offering to the sajadanashin or religious head, who is a direct descendant of Chisti, while the other half is divided between the 3,000 Khadim families. However, because of unfortunate turn of events most of the money is concentrated with some powerful families who now exercise tremendous clout.

Immediately after partition, the former sajadanashin, Sayyid Ilmuddin got into a long, legal tangle when the government appointed a distant relative as a caretaker head. Because of an appeal against his succession, matters dragged on till 1987 before the Supreme Court finally gave a decision in his favour. In all these years, the Khadims had a free hand in the running of the place and ended up becoming very powerful.

When Ilmuddin took over, he signed an agreement with the Khadims whereby they would pay him Rs. 12,500 per month. The Khadims were willing to offer the present sajadanashin an annual contract for Rs. 1 lakh per year which he has refused to accept. Instead, he has filed a case in the lower court against them, claiming that 50 per cent of the offerings should come to him.

Citizens to Ajmer are anxious that this convoluted legal battle come to a quick end because they are convinced that only then will the situation around the dargah begin to change. Many of these lodges meant to house pilgrims are being used for smuggling, drug trafficking and prostitution.

Official sources are aware of several rackets where girls are supplied to gangsters who come and stay as 'guests' in these lodges. What is more, a large number of properties and havelis have been purchased in benami transactions by some of the better known dons from Bombay. ...

The attempt of these gangsters to control the business around the dargah is being resented by local Sindhi businessmen. So far they have formed a cartel whereby they have been able to resist their takeover efforts. But many of these underworld gangs have money and possess sophisticated weapons and local businessmen fear they may be forced out unless local authorities take strong action.

The Ajmer Dargah Committee is supposed to oversee the activities and day-to-day running to the dargah. Local officials, however, point out that since all the members of the committee are outsiders they have little first hand experience of what is going on.

As a result, the feud between the Khadims has increased to the extent where disputing parties have filed 70 FIRs against each other. Many of these charges include murder, rape and extortion charges.

Even worse is the accusation that some of the not-so-well-to-do families are making against the more powerful groups, saying that they have given a contract of Rs. 60 lakh last year to a group of professional pickpocketers from Kanpur allowing to operate from outside the durgah. This is an annual feature, with the amount increasing every year. In fact; each part of the durgah, it is alleged; is auctioned out for an enormous sum of money.

Even more disturbing is the charge made about the delicate gold inlay work done on the dome of the dargah which was removed eight months ago on the grounds that some renovations had to be made. One of the anjumans run by the Khadims claims this gold was worth several crores of rupees and records, prove that over three munds of gold had been used to cover the dome. The dargah is a protected monument. How could such a massive renovation task be undertaken without the prior permission of the archaeological Survey of India? What is more, it is well known that the gold they have used to recoat the dome is of lower quality...

...Money, which is deposited with the dargah committee, is accounted for, but, they insist, most of it never reaches it.

...The central government's decision to place the dargah under the ministry of social welfare has only helped worsen the situation. Earlier, it was under the ministry of law, justice and company affairs, with the help of the home ministry. This helped keep the dargah administration under a tighter noose.

The Rajasthan government has been apprehensive about taking stricter measures, fearing the communal angle.

(Source : The Anti-Corruption, 18-25 October, 1992)

March this year demanding that the bulletins be handled by confirmed staffers.

...The Urdu bulletin... lasts only for five minutes and... includes commercials for around a minute-and-a half.

This is followed by a 20-second montage and visuals for around almost three minutes. "What kind of news can you give in the remaining time?" a news editor in the AIR Urdu service argues...

(Source : The Sunday Observer, 6-12 Sep. 1992)

(Contd. from page 517)

discussion for a thousand years should be allowed to run its full course. For, if the past is imperfect, the future cannot but be tense.

(Source : The Pioneer, 20 October, 1992)